اسلامی سربراہی کانفرنس

ماہ اکتوبر میں دسویں اسلامی سربراہی کانفرنس ملائشیا (پتراجایا) میں منعقد ہوئی۔ جس میں اسلامی ممالک کے سربراہان یا ان کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اور کانفرنس سے خطاب کیا۔ پاکستان کی نمائندگی صدر جنرل پرویز مشرف نے کی اور انہوں نے روشن خیال، اعتدال پسندی کا راستہ اختیار کرنے اور انتہا پسندی سے اجتناب کرنے کی تلقین کی اور بزعم خود بہتر تجاویز پیش کیں۔ اسی طرح روس کے صدر پوٹن بھی کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اور انہوں نے بھی دہشت گردی انتہا پسندی کی شدید مذمت کی اور کہا کہ اس کا کسی بھی مذہب سے تعلق نہیں ہے اور نہ ہی تشدد اور انتہا پسندی کا مذہب سے رشتہ جوڑنا چاہئے۔ کانفرنس میں ملائشیا کے وزیراعظم مہاتیر محمد کی تقریر کو سب سے زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی۔ جسے بے حد سراہا گیا۔ پوری دنیا کے مسلمانوں نے اسے اپنے دل کی آواز قرار دیا۔ انہوں نے مسلمانوں اور ان کے سربراہان کو متنبہ کیا کہ آج مسلمان یہودیوں کی سازشوں کا شکار ہیں۔ اور ان پر ظلم وستم اور ناانصافی کا اصل سبب یہودی ہیں۔ جو بڑی ہوشیاری اور مکاری کے ساتھ اقتصادیات اور ذرائع ابلاغ پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ اور اپنے مفادات کیلئے انہیں استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے یہودیوں کو دشمن نمبر ایک قرار دیا اور مطالبہ کیا کہ ان سے فوری نجات حاصل کی جائے۔ اگرچہ اس پر یہودی ہمنواؤں نے شور برپا کیا اور جناب مہاتیر محمد کی مذمت کی ہے۔ اور انہیں شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ لیکن انہوں نے معذرت کرنے سے صاف انکار کیا ہے اور دوبارہ اپنی بات کو دہرایا ہے۔ اور کہا ہے کہ پوری دنیا میں فتنہ وفساد کا اصل سبب یہودی ہیں۔ دنیا پر متکبر اور گستاخ یہودیوں کی حکمرانی ہے۔ اس لئے انکا ناطقہ بند ہونا چاہئے انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ دنیا جانتی ہے کہ یہودی ہی دراصل دہشت گرد ہیں لیکن خوف اور مصلحت کے تحت اس کا اظہار نہیں کرتے۔

چونکہ موصوف نے ایسی بات کا برملا اظہار ایک ایسے سٹیج سے کیا ہے جو مسلمان سربراہان کا پلیٹ فارم ہے۔ اور لوگوں کی صحیح ترجمانی ہے یہی باعث ہے کہ مہاتیر محمد کی قدرومنزلت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ ایک لمبے عرصے کے بعد امت مسلمہ کو ایک ایسا لیڈر میسر آیا ہے۔ جس میں یہ ہمت اور توفیق ہے کہ اس نے لوگوں کی نبض پر ہاتھ رکھا اور ان کے دل کی بات کو زبان بخشی ہے۔

اس میں بھلا کیا شبہ ہے کہ یہودی ہی دراصل فتنے کی جڑ ہیں۔ ان کی بداعمالیوں اور کرتوتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں مغضوب اور ملعون قرار دیا ہے۔ یہ بڑی حاسد اور مکار قوم ہے مسلمانوں کے ساتھ سب سے زیادہ عداوت اور دشمنی یہودی رکھتے ہیں۔

لتجدن اشد الناس عداوة للذين آمنوا اليهود والذين اشركو (المائدۃ:۸۲)

یہ ایسی بدبخت اور نجس قوم ہے کہ انبیاء کے دشمن تھے انہیں قتل کرنا بہتان تراشی کرنا معمولی کام سمجھتے تھے حتی کہ ذات باری تعالیٰ کے بارے میں نازیبا کلمات ادا کرتے۔ نہایت گستاخانہ طرز عمل اختیار کرتے تھے۔

ملائشیا کے وزیراعظم نے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ بلکہ یہ باتیں خود انہوں نے اپنے پروٹوکول میں درج کر رکھی ہیں۔ ان کی "تلمود" کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ آج یہودیوں نے جو طرز عمل اختیار کیا ہے۔ وہ پروٹوکول کے عین مطابق ہے۔ اور ایک ایک لفظ کی عملی تطبیق...... ان کے نزدیک غیر یہود بدترین مخلوق ہیں۔ ان کا مال و جان سب یہودیوں کیلئے حلال ہے۔ اس لئے کہ غیر یہودیوں کو یہودیوں کی خدمت کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔

امریکی صدر بش کو بہت بڑی غلط فہمی ہے آج وہ اسرائیل کا دم چھلہ بنا ہوا ہے اور ان کی زیادتیوں اور مجرمانہ کارروائیوں کا وکیل صفائی ہے۔ اور قدم قدم پر ان کے وحشیانہ ظلم وستم اور دہشت گردی کی حمایت کرتا ہے۔ لیکن وہ وقت دور نہیں جب وہ خود ان کے نشانے پر ہوگا۔ اور یہودی ہی اسے چلتا کریں گے۔

دنیا میں اقتصادی اجارہ داری یہودیوں کی ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے

مالک یہودی ہیں۔اور پوری دنیا سے منافع کماتے ہیں۔اور اس میں بڑا حصہ اسرائیل کو دیا جاتا ہے۔ذرائع ابلاغ پر ان کی گرفت بہت مضبوط ہے۔اپنی من پسند خبریں نشر کرتے ہیں افواہیں تراشتے ہیں اور دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ان کے نزدیک غیر یہودیوں کو ذرائع ابلاغ کی قوت کا اندزہ نہیں ہے۔لہٰذا یہودی ذرائع ابلاغ کی قدر و منزلت سے آگاہ ہے وہ اس کے ذریعہ دنیا پر راج کریں گے۔

ہمارے نزدیک امت مسلمہ اور ان کے لیڈروں کو بیدار ہونا چاہئے اور یہودیوں کی سازشوں کا مکمل ادراک کرنا چاہئے۔تا کہ یہودیوں کے شکنجہ سے بچا جاسکے۔

اسلامی سربراہی کانفرنس کے پلیٹ فارم پر یہ جرأتمندانہ خطاب امت کی بیداری کا پیش خیمہ ہے۔اور آئندہ اس کے اثرات مرتب ہونگے۔ان شاءاللہ

اصحاب ثروت کی توجہ کیلئے

رمضان المبارک کا مہینہ اپنے ساتھ بے پناہ برکتیں اور رحمتیں لیکن آتا ہے جہاں اس میں نیکیوں کا اجر بڑھ جاتا ہے وہاں انسان میں برائی سے بے رغبتی اور نفرت کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے یہ مہینہ نیکیوں کیلئے موسم بہار ہے۔انسان اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ذکر فکر میں مصروف رہتا ہے۔تلاوت کرتا ہے اور صدقہ خیرات بھی کرتا ہے۔ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کا اسوہ مبارکہ یہ تھا کہ آپ اس ماہ مبارک میں اس قدر صدقہ کرتے کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ گویا تیز ہوا چل رہی ہے۔اور آپ بانٹتے چلے جارہے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ یہ مہینہ غریبوں کیلئے باعث رحمت ہے۔ان کی ضروریات بڑی آسانی کے ساتھ پوری ہوتی ہیں۔اکثر لوگ اپنی زکوٰۃ اس مہینہ میں ادا کرتے ہیں بڑی ہی اچھی بات ہے کہ انسان یہ فریضہ اس مبارک مہینہ میں ادا کرے۔یقیناً اس کا اجر بڑھ جاتا ہے۔اور ستر سے سات سو گنا تک نیکیاں ملتی ہیں۔

ایک بات مشاہدے میں آئی ہے کہ زکوٰۃ لینے والوں کی ایک بڑی تعداد اس ماہ میں نظر آتی ہے۔اس میں بالخصوص دینی مدارس و جامعات کے حضرات شامل ہیں۔اور سالانہ مقرر کردہ چندہ وصول کرتے ہیں اصحاب خیر بھی طوعاً و کرہاً یہ رقم دے دیتے ہیں۔جہاں مدارس والوں پر احسان عظیم ہوتا ہے وہاں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔

بلاشبہ یہ ایک اچھا جذبہ ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ کا ایک حصہ دینی مدارس میں زیر تعلیم طلبہ کیلئے وقف کر دیتے ہیں۔تا کہ وہ دینی تعلیم سے آراستہ ہو کر تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیں۔

ہمارے ہاں یہ تصور بہت پختہ ہو چکا ہے کہ دینی مدارس کو صرف زکوٰۃ کے مال سے چلانا ہے۔اور زکوٰۃ کا بہترین مصرف انہی مدارس کو سمجھا جاتا ہے حالانکہ اگر دیکھا جائے تو یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے کہ ہماری اصل ضرورت وہ دین اور اس کی تعلیمات ہیں وہ قوم کس طرح کامیاب و کامران ہو سکتی ہے جو اپنی تعلیم کے فروغ کیلئے زکوٰۃ پر انحصار کرے اور اپنے باقی وسائل لہو و لعب، آسائش و آرائش و دیگر سہولیات کیلئے اٹھا رکھے۔یہ بڑی ناسمجھی اور نادانی کی بات ہے۔کہ دین اور اس کی تعلیمات کیلئے ہم ایسی رقم ادا کریں جس کے بارہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ: یہ انسان کی میل ہے۔کیا کوئی پسند کرے گا کہ دوسروں کی میل کو استعمال میں لائے۔کیا آپ پسند کریں گے کہ دین کیلئے آپ کی میل استعمال ہو؟

اس کے باوجود دو چار سو روپے دیئے جاتے ہیں۔ہماری اصحاب خیر، صاحب ثروت و صاحب نصاب حضرات سے یہ درخواست ہے کہ وہ اس ضمن میں اپنا نکتہ نظر تبدیل کریں۔دینی مدارس بہت بڑی خدمت سرانجام دے رہے ہیں ان کی مکمل سرپرستی کریں۔دل کھول کر عطیات دیں۔دینی مدارس کو وسائل فراہم کرنا ان کی اولین ترجیح ہونی چاہئے۔طلبہ کی ضروریات کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھیں۔اور نہ صرف زکوٰۃ بلکہ اپنے مال میں سے مزید حصہ بھی اس پر صرف ہونا چاہئے۔

رمضان المبارک میں دینی مدارس کے مہتمم حضرات چندہ مہم پر آتے ہیں۔انہیں دیکھ کر پیشانی پر بل نہ ڈالیں بلکہ خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیجئے۔اور ان کا شکریہ ادا کیجئے کہ وہ خود چل کر آپ کے پاس آئے ہیں اور آپ کو نیکی کرنے کا موقعہ فراہم کر رہے ہیں۔آپ کو نیکی کرنے کا موقعہ فراہم کر رہے ہیں۔دل کھول کر عطیات دیں یہ حساب نہ لگائیں کہ زکوٰۃ تو ادا ہو چکی ہے لہٰذا انکار کردیں۔

دوستو! یہی وہ مقام ہے جہاں دین سے محبت کا پتہ چلتا ہے زکوٰۃ کے علاوہ بھی مال مدارس پر خرچ ہو سکتا ہے۔

امید ہے اصحاب ثروت ان معروضات پر غور فرمائیں گے اور دینی مدارس کی نہ صرف سرپرستی فرمائیں گے بلکہ صاف ستھرا مال طلبہ پر خرچ کریں گے۔